تحریک ختم نبوت میں اہل حدیث کا کردار

فاروق الرحمٰن یزدانی جامعہ سلفیہ فیصل آباد

یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جاسکتی ہے کہ روئے زمین پر اگر اہل حدیث کا وجود نہ ہوتا تو قیامت تک فتنہ قادیانیت کو کفر اور قادیانیوں، مرزائیوں کو کافر قرار نہ دیا جاسکتا۔

یہ محض جذبات نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا اگر کوئی مدلل ومسکت رد کرسکتا تھا اور کرسکتا ہے تو وہ فقط جماعت حقہ اہل حدیث کے حامل افراد ہی یہ شرف حاصل کرسکتے ہیں۔

ایسا کیوں؟

یہ اس لئے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے بعد اگر کسی نے اس کلمہ کی لاج رکھی ہے اور پیغمبر کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وفاداری کی ہے تو وہ جماعت اہل حدیث کے افراد ذی وقار ہی ہیں کیونکہ کئی لوگوں نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگوں کو رفیع، اعلیٰ اور مقام نبوت سے بلند تر خیال کیا ہے کسی نے امامت کا نبوت سے اعلیٰ وبہتر ہونے کا عقیدہ اپنایا تو کسی نے رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلہ میں کسی دوسرے امام، مجتہد، فقیہہ، محدث اور مفتی کی بات کو ترجیح دی۔ حالانکہ زمین کی وسعتوں میں اور نیلگوں آسمان کی چھت کے نیچے واحد ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے کہ جن کے متعلق عرش کی بلندی سے اکناف عالم میں یہ اعلان ہوتا ہے:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم:۴-۳)

کہ امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور یہ شرف کسی امام، پیر، مفتی، مجتہد، فقیہہ کو حاصل نہیں ہے مگر بعض لوگوں نے نہ صرف کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی کے مقابلہ میں اپنے ان بزرگوں کے فرامین واقوال کو ترجیح دی بلکہ اعلانیہ یہ تک کہہ دیا:

ان کل خبر یجئی بخلاف قول اصحابنا فانہ یحمل علی النسخ او علی انہ معارض بمثلہ ثم صآر الی دلیل آخر او ترجیح فیہ بما یحتج بہ اصحابنا من وجوہ الترجیح او یحمل علی التوفیق وانما یفعل علی ذالک علی حسب قیام الدلیل فان

قامت دلالة النسخ يحمل عليه وان قامت الدلالة على غيره صرنا اليه (اصول الکرخی:ص١١)

''کہ ہر وہ حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی تو اس کو منسوخ سمجھا جائیگا یا پھر یہ سمجھا جائے گا کہ اس کے مقابلہ میں اس جیسی کوئی اور حدیث موجود ہے پھر کوئی اور دلیل تلاش کی جائے گی یا اس کو ترجیح پر محمول کیا جائیگا جس کی بناء پر ہمارے بزرگوں نے دلیل لی ہے یا اس کو توفیق و تطبیق پر محمول کریں گے اور یہ سارا کچھ دلیل کے قیام کے مطابق ہوگا اگر دلیل نسخ پر قائم ہو جائے تو اس کو منسوخ سمجھیں گے اور اگر اس کے علاوہ کسی بات پر دلیل قائم ہو تو ہم اس کو اختیار کرلیں گے۔'' (یعنی حدیث رسول اللہ ﷺ کو ٹھکرانے اور اپنے بزرگوں کے اقوال کے دفاع اور اس پر تمسک کیلئے جو کچھ بھی کرنا پڑا کریں گے) پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ عملاً اس کا اظہار بھی کیا گیا۔

مولانا اشرف علی تھانوی حنفی دیوبندی اپنے استاد محترم مولانا رشید احمد گنگوہی حنفی کو خط لکھتے ہیں اور اس وقت کے حالات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔''اور مفاسد کا ترتب یہ کہ اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں۔کہ اگر قول مجتهد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب (دل) میں انشراح وانبساط (خوشی) نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی (مضبوط) اس کے معارض (خلاف) ہو بلکہ مجتهد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز (سوائے) قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔دل یہ نہیں چاہتا کہ قول مجتهد کو چھوڑ کر حدیث صحیح ،صریح پر عمل کرلیں'' (تذکرۃ الرشید:١/١٣١)

قارئین! اتنی طویل تمہید سے مراد فقط یہ بتلانا ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی اہمیت کو بعض لوگوں نے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔کیا ایسے لوگ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکتے تھے یا کر سکتے ہیں اور کیا یہ لوگ خانہ ساز نبوت کے مدعی اور اس کے پیروکاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں اس لئے تو میں نے کہا ہے کہ اگر اہل حدیث نہ ہوتے تو مرزائیت کو اصولی، قانونی اور دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار نہ دلوایا جا سکتا تھا۔اور میں اپنے ان الفاظ کی صداقت کو ابھی ان شاء اللہ العزیز ثابت کرونگا مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق کچھ گزارشات پیش کر دی جائیں کہ کیا ختم نبوت کا معنی و مفہوم وہی ہے جو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے؟ کہ کلمہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھتے رہو اور عقائد اور اعمال میں اپنی مرضی و خواہشات کے مطابق اپنے پیشوا اور مقتدا کھڑے کر کے ان کی پیروی و تقلید کی آڑ

میں کلمے والے پیغمبر کی تعلیمات ہی نہیں بلکہ خود کلمے کا مذاق بھی اڑاتے رہو؟ جیسا کہ پکی روٹی میں یوں تعلیم دی گئی ہے ''کہ اگر تجھ سے کوئی سوال کرے کہ آپ کلمہ کس کا پڑھتے ہیں تو آپ کہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اگر آپ سے یہ پوچھے کہ مذہب کس کا اپنایا ہے تو آپ کہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا (اصل عبارت پنجابی میں ہے جس کو میں نے اردو میں نقل کیا ہے)۔

بھلے مانسو! جس پیغمبر کا کلمہ ہے کیا اس کا کوئی مذہب نہ تھا کہ آپ کو کلمے والے پیغمبر ﷺ کو چھوڑ کر ایک امتی کے مذہب کو اپنانا پڑا اور کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب رسول اللہ ﷺ کے مذہب کے خلاف تھا؟ مگر افسوس کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جو زبان سے پڑھتے ہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

کئے اس پیار میں لاکھوں ستم تم نے ہم پر
خدانخواستہ تم خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتا

یہ سطور لکھنے کی ضرورت بھی کچھ اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ اس قبیل کے کچھ لوگ جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ٹھیکیدار اور تحریک ختم نبوت کا نہ صرف ہیرو سمجھتے ہیں بلکہ اس بات کا بڑی شدومد سے پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ جتنا کچھ بھی ردقادیانیت میں ہوا وہ سبھی کچھ ہمارا ہی ہے اور جب اس تحریک کے مختلف ادوار اور مراحل کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بس اپنے ہی گھر کے افراد کا تذکرہ کیا جائے خواہ ان کی کچھ مساعی ہو یا نہ ہو دوسرے کسی فرد کا نام نوک قلم پر نہ آجائے خواہ وہ اس ساری تحریک کا روح رواں ہی کیوں نہ ہو؟

اور ہماری حالت یہ ہے کہ شاید ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کا تذکرہ کرنا بھی بدعت سمجھتے ہیں جس شخص کے سینے میں کوئی واقعہ، راز یا معلومات ہوتی ہیں وہ سینے میں لئے ہی قبر کی گہرائی میں اتر جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے میدان خالی چھوڑنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں نے تاریخ نویسی کی بجائے تاریخ سازی کی ہے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر اس تکرار سے پیش کیا ہے کہ اصل صورتحال سے عوام کو بے خبر کر دیا ہے بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر انہوں نے ہمارے بزرگوں پر ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے کہ، محنت، جدوجہد، اور کوشش کرنے اور قربانیاں دینے والے اہل حدیث بزرگوں کو اپنے کھاتے میں ڈال لیا کیونکہ ہم نے تو نئی نسل کو یہ بتایا ہی نہیں تھا کہ دین کیلئے اتنی ڈھیروں خدمات پیش کرنے والا اہل حدیث کے قافلے کا ہی ایک فرد تھا۔

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ اس طرف توجہ دی جائے اپنی اپنی ذات' چودھراہٹوں کے قیام اور مضبوطی کی فکر چھوڑ کر اس قرض کو چکانے کی کوشش کریں ورنہ قیامت کے دن ان بزرگوں کو اللہ کے

سامنے جواب دہی کیلئے تیار رہیں خصوصی طور پر تین موضوعات پر اپنی نئی نسل کے سامنے حقیقی تصویر پیش کی جائے اور لٹریچر اتنا عام کیا جائے کہ ہر چھوٹا بڑا حقائق سے آگاہ ہو سکے۔ (۱) برصغیر میں انگریز کے خلاف اہل حدیث کی خدمات (۲) قیام پاکستان میں اہل حدیث کا حصہ (۳) ردقادیانیت میں اہل حدیث کا کردار۔

رات کا ایک بجنے کو ہے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست و دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کے اہل لوگوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس قرض اور فرض کی ادائیگی سے عہدہ براء ہوسکیں۔ (آمین ثم آمین۔)

اس سے پہلے کہ مرزائیت کی تردید میں اکابرین اہل حدیث کی جدو جہد، مساعی اور کردار کا تذکرہ کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کر دی جائے کیونکہ مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلاف کی بنیاد ہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ باقی سب مسائل اور موضوعات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ حیات مسیح، نزول مسیح، وغیرہ موضوعات تو قادیانیوں نے بڑی چالاکی سے مسلمان مبلغین و مناظرین میں گھسیڑ دیئے ہیں تاکہ اصل مسئلہ سے توجہ ہٹی رہے جیسا کہ آج کل مقلدین حضرات رفع یدین، آمین بالجھر، اور فاتحہ خلف الامام جیسے مسائل میں الجھا کر اصل مسئلہ رد تقلید یا تقلیدی مذہب کی مروجہ فقہ کی قرآن و حدیث سے مخالفت جیسے بنیادی مسائل کو پس پشت ڈال کر کافی حد تک اپنے آپ کو محفوظ و مامون تصور کرتے ہیں۔ تو مرزائیوں سے اصل اختلاف مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت ہے کہ اگر تو نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے تو پھر مرزا قادیانی اور اس کے تمام دعاوی باطل، جھوٹ اور فریب ہیں اور اگر مرزا قادیانی نبی ہے تو پھر اس کے تمام مسائل اور دعاوی بھی درست قرار پائیں گے۔ اس لئے مسلمان مبلغین کو چاہئے کہ جب کبھی بھی مرزائیت سے گفتگو کا موقع ملے تو عقیدہ ختم نبوت کو ہی موضوع گفتگو بنائیں اور اگر مقلدین سے سلسلہ گفتگو جاری ہو تو اہل حدیث کو اس کیلئے تقلیدی مذہب کی مروجہ فقہ کی قرآن و حدیث سے مخالفت کو گفتگو کا عنوان بنانا چاہئے۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

تو آیئے سب سے پہلے یہ بات سمجھیں کہ عقیدہ ختم نبوت ہے کیا؟ تاکہ ہمیں یہ بات سمجھنے میں آسانی رہے کہ اس عقیدے کے حامل کون لوگ ہیں اور اس کے تحفظ کیلئے کون لوگ مساعی کر سکتے ہیں۔ ختم نبوت کا معنیٰ و مفہوم جو ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے اور یہی عقیدہ بھی ہو اور اس پر عمل بھی۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اب کسی بھی دوسرے شخص کا دعویٰ نبوت باطل ہے اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی دوسرے فرد، ہستی کا فرمان، قول یا عمل بھی حجت نہیں ہے۔ جس طرح وہ شخص ختم نبوت کا منکر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے بعینہ وہ آدمی بھی ختم نبوت کا منکر ہے جو

رسول اکرم ﷺ کی شریعت کے بعد کسی دوسرے مذہب، اقوال اور فقہ و فتاوی کو قرآن و حدیث کے مقابلہ میں حجت سمجھتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت کے اختتام کو بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کو بھی شریعت و دین اسلام میں حرف آخر قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کے انسداد کیلئے ارشاد فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئی علیما (الاحزاب:۴۰)

''کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

یہ آیت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم ہیں یعنی سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نہ تو خود نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی کو نبی یا رسول کہا جا سکتا ہے۔

خاتم لفظ کے معانی اور تشریح کرنے میں مرزائیت نے بہت ذہنی ورزش کی ہے کسی نے کہا خاتم کا معنی مہر ہے۔ کسی نے کہا اس کا معنی افضل ہے حالانکہ خود مرزا قادیانی نے خاتم کا معنی آخری کیا ہے۔ جیسا کہ ازالہ ادھام طبع اول کے صفحہ 614 پر خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔ ''ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

اور پھر اس سے بھی بڑھ کر مرزا قادیانی خاتم کا معنی آخری ہی مانتا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کے صفحہ 300 پر مرزا قادیانی خود لکھتا ہے ''کہ اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت بی بی تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب صفحہ:300)

اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم بھی آخری تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی پر عظمت آیات میں ارشاد فرمایا:

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون. (البقرة:۴)

''کہ ھدایت یافتہ متقی و پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر ایمان لائیں جو اے محمد ﷺ آپ کی طرف نازل کی گئی یعنی قرآن مجید اور اس پر بھی ایمان لائیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (توراۃ، انجیل وغیرہ) اور آخرت کے متعلق بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو واضح طور پر متقین کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا کہ ان کیلئے آپ ﷺ پر نازل کردہ وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور آپ ﷺ سے پہلے بھی جو وحی اللہ تعالیٰ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرما چکے ہیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر کر دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ جو آپ ﷺ کے بعد نازل ہوگا اس پر بھی ایمان لائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے بعد تو کوئی نئی شریعت نازل ہی نہیں کی جاتی۔

ایک واقعہ

یہ غالبا 1995 کی بات ہے رمضان المبارک کا مہینہ تھا راقم ان دنوں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث جی ٹی روڈ راہوالی میں خدمت سرانجام دے رہا تھا حضرت مولانا محمد رفیق سلفی صاحب جو کہ وہاں خطیب تھے اور مرزائیت اور عیسائیت پر تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور مرزائیت سے کئی ایک کامیاب مناظرے بھی کر چکے ہیں ایک مناظرہ میں انہوں نے ایک ہزار روپیہ بھی انعام حاصل کیا بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید کیلئے حکم فرمادیا کرتے تھے چونکہ سلفی صاحب قرآن مجید کا ترتیب سے درس دیتے اس لئے راقم الحروف نے بھی قرآن مجید کا ابتداء سے درس دینا شروع کر دیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جبکہ مسجد میں اچھی خاصی رونق تھی سلفی صاحب نے درس کیلئے مجھے حکم ارشاد فرمایا تو اتفاق سے اس دن سورۃ فاتحہ کی آیت ''صراط الذین انعمت علیھم ......الخ'' پر درس ہونا تھا جب سلسلہ درس ختم ہوا تو سلفی صاحب کی رگ شفقت و تحقیق پھڑکی تو انہوں نے فوراً سوال داغ دیا کہ یہ انعام ابھی جاری ہے یا ختم ہو گیا ہے تو میں نے عرض کیا کہ یہ انعام تو اب بھی جاری ہے کیونکہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ قرار دیا ہے ان میں صدیق، شہید، اور صالحین بھی شامل ہیں تو مولانا سلفی صاحب نے نقطہ اٹھایا کہ پھر تو نبوت بھی جاری ہے کیونکہ انعام یافتہ لوگوں میں انبیاء کرام پہلے نمبر پر ہیں جس پر راقم نے عرض کیا کہ نبوت جاری نہیں کیونکہ ختم نبوت کا مسئلہ نص سے ثابت ہے مولانا فرمانے لگے کوئی دلیل؟ ایسے مواقع پر توفیق اللہ ہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے سورۃ بقرہ کی یہی زیر بحث آیت پیش کر دی اب اس پر کافی لے دے ہوئی مگر بات چونکہ بڑی واضح اور مضبوط تھی اس لئے سلفی صاحب اصرار کرنے لگے کہ کوئی اور آیت پیش کرو مگر میں بھی حالات کو بھانپ گیا اور عرض کیا کہ سمجھنے کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے یا پھر آپ پہلے میری اس دلیل کا توڑ کریں تقریبا 45 منٹ کی گفتگو میں کئی باتیں زیر بحث آ گئیں سارا واقعہ بیان کرنا مقصود نہیں صرف ختم نبوت کے مسئلہ میں اس آیت کی بطور دلیل مضبوطی واضح کرنا مقصود ہے۔ آخر میں سلفی صاحب ایک نمازی اکرم چیمہ ایڈووکیٹ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے چیمہ صاحب اب ہم مان ہی جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہوں نے مجھ

سے معلوم کیا کہ آپ نے سورۃ احزاب کی آیت: **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** :پیش کیوں نہیں کی تو راقم نے عرض کیا کہ خاتم النبیین کے الفاظ پر مرزائیت نے بہت ذہنی ورزش کی ہے۔ اگر وہ میں پیش کر دیتا جیسا کہ آپ کی خواہش تھی تو پھر یہ بحث ختم ہونے میں ہی نہ آتی۔ کیونکہ میں ایک اعتراض کا جواب دیتا تو آپ دوسرا کر دیتے۔ تو اس واقعہ کے بعد سلفی صاحب نے میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی اور مزید کچھ معلومات فراہم کیں اور مناظرے کے اسرار و رموز بتائے۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو آخری تعلیم بیان کرتے ہوئے فرمایا: **وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون (الانعام:١۵۵)**

''اور یہ کتاب ہے ہم نے اس کو نازل کیا بابرکت ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ تورات کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس کو ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اس میں ہر چیز کی تفصیل بھی ہے۔ ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی مگر اس کے متصل بعد ہی قران مجید کا تذکرہ کر کے اس کے احکام کی پیروی کا حکم فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے بعد اب کسی اور بات کو قرآن وحدیث پر ترجیح نہیں دی جا سکتی اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی زبان مبارک سے واضح فرما دیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں تورات کا ایک ورق تھا حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: **ھذہ نسخۃ من التوراۃ**۔ اللہ کے رسول ﷺ یہ تورات کا ایک نسخہ ہے آپ ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا: **ووجہ رسول اللہ ﷺ یتغیر**۔ اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ غصے سے سرخ ہونا شروع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ماجرا دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: **ثکلتک الثواکل ماتری بوجہ رسول اللہ ﷺ** کہ عمر تجھے گم مانے والیاں گم پائیں کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کو نہیں دیکھتا۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فوراً تورات کا ورق چھوڑ دیا اور عرض کرنے لگے: **رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا**: کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ تورات کا ورق تو اچانک ہاتھ لگا اور میں پڑھنے لگ گیا ورنہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے نبی ہونے پہ ہی راضی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگرچہ

بڑے واضح الفاظ میں آپ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کا اظہار فرمایا مگر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل (دارمی ۱/۱۲۶۔ مشکوٰۃ ۱/۳۲) ''اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوکر آجائیں تو تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہوجاؤ گے۔''

قارئین!

غور فرمائیں اگر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع گمراہی کا سبب ہے تو قرآن وحدیث کی موجودگی میں کسی امام، پیر، مجتہد، اور مفتی کی تقلید ختم نبوت کے عقیدے پر اثر انداز کیوں نہیں؟ اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ ''کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کسی امتی کی تقلید کرنا پیغمبر ﷺ سے بے وفائی ہے۔''

برادران اسلام!

اس طویل بحث سے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا شخص بھی نبی بن سکتا ہے۔ ختم نبوت کا انکار ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی بات قول اور فتوے کو ترجیح دینا بھی عقیدہ ختم نبوت کا صاف صاف انکار ہے۔

آمدم برسر مطلب:

عقیدہ ختم نبوت کے معنی ومفہوم کی وضاحت کے بعد اب آیئے میں آپ کو بتاؤں ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت ومرزائیت میں اہل حدیث کا کردار کیا ہے۔ اور میں نے اپنی بات کا آغاز ان الفاظ سے کیوں کیا ہے؟ کہ اگر اہل حدیث نہ ہوتے تو مرزائیت کو کافر کہنے کی کوئی جرات نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے کہ عقیدہ ختم نبوت کو کما حقہ اپنایا ہی اہل حدیث نے ہے کیونکہ یہی ایک جماعت ایسی ہے جس کا یہ مذہب، مسلک اور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کی خانہ ساز شریعت کسی بھی نام سے چل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اہل حدیث نے ہی طلب کیا اور اہل حدیث نے ہی صادر کیا۔ اور قانونی و دستوری طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آواز بھی سب سے پہلے اہل حدیث نے اٹھائی۔ اس بات کو جماعت اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام میں علامہ محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1950ء میں بڑے زوردار الفاظ میں پیش کیا اور اپنے اس مطالبے کے حق میں بڑے زبردست اور مدلل مضامین لکھے۔ بعدازاں ان کے وہ مضامین ''مرزائیت نئے زاویوں سے'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

مرزا قادیانی پر سب سے پہلے فتویٰ کفر

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو وہ شرف بخشا ہے کہ روئے زمین پر کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لگانے والے اہل حدیث مرزا قادیانی کو مباہلے کے نتیجہ میں منطقی انجام تک پہنچانے والے اہل حدیث اور پاکستان کے دستور میں مرزا اور مرزائیت کو کافر قرار دلوانے کیلئے آخری چوٹ لگا کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے اہل حدیث۔ **فللہ الحمد**

ایں سعادت بزور بازوئے نیست
تا نہ بخشد بخشندہ خدا

آج کچھ لوگ اس سعادت پر بھی شب خون مارنا چاہتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلا کفر کا فتویٰ ہم نے لگایا کوئی مباہلے کا دعویدار بن جاتا ہے تو کوئی تحفظ ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ اور حق بحق دار رسید کے مصداق اللہ تعالیٰ نے خوش بختی کا یہ جھومر اہل حدیث کی پیشانی پر سجا دیا ہے۔

الحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا۔

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

1891 میں جب مرزا غلام احمد قادیانی سود اللہ وجھہ نے مختلف مراحل میں اور مختلف طریقوں سے ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کی تو سب سے پہلے جس شخصیت نے اس کی لاف زنیوں کا نوٹس لیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اس کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا وہ قافلہ حدیث کے نمایاں کردار حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے چنانچہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے لٹریچر سے اس کے عقائد اور دعاوی کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطور سوال پیش کیا کہ کیا ان عقائد و دعاوی کا حامل شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اس وقت برصغیر میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل، تقویٰ و پرہیز گاری، للھیت اور جاہ و جلال کی بناء پر دنیائے علم کے بلا شرکت غیرے بے تاج بادشاہ تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل و براہین سے مزین طویل فتویٰ تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ان غیر شرعی عقائد و دعاوی کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے اور جو بھی اس کا پیروکار ہو گا وہ بھی کافر ہی ہو گا۔

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے جس شخصیت نے

حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے خطرے کو بھانپ کر مرزا قادیانی کے خلاف محاذ قائم کیا وہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے لٹریچر سے اس کے دعاوی اور نظریات کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کی خدمت میں پیش کر کے استفسار کیا کہ کیا ان نظریات کا حامل شخص مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے تو میاں صاحبؒ نے بڑا مدلل، مسکت اور مفصل جواب تحریر کیا اور یہ فتویٰ جاری کیا کہ مرزا قادیانی کے نظریات و دعاوی چونکہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہیں اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ان بے ہودہ غیر شرعی نظریات کی بناء پر کافر، دجال اور کذاب ہے۔ اور اپنے اس فتویٰ کو بڑے قوی اور مضبوط دلائل سے مزین فرمایا یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کے اس فتویٰ پر ہندوستان کے اکثر علماء نے صرف تائیدی دستخط کرنے پر ہی اکتفا کیا کہ اس تحریر پر مزید کچھ کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اس فتویٰ کو لیکر مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے چھ ماہ میں پورے ہندوستان میں گھوم پھر کر دیگر علماء سے تائیدی دستخط کروائے اور علمائے اسلام کی طرف سے متفقہ فتویٰ کی حیثیت سے اس کو اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع فرمادیا۔ جیسے ہی اس فتویٰ کی اشاعت ہوئی پھر تو مرزائیت کے ایوانوں میں گویا زلزلہ برپا ہوگیا اور قادیانیت پر سوگ کی کیفیت طاری ہوگئی جس کا اندازہ مرزا قادیانی کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے جو اس نے اس کے بعد کہے تھے اور پھر مرزا قادیانی کے الفاظ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوجاتی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیت و قادیانیت کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے اہل حدیث ہی تھے چنانچہ آیئے قادیانی کے اپنے الفاظ میں پڑھیئے: مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

''اور اسی بناء پر اس عاجز کا نام بھی کافر ملحد زندیق اور دجال رکھا گیا ہے بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا ہے اس فتنہ اندازی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور جیسے اس زمانہ کے اکثر ملاں تکفیر میں مستعجل ہیں اور قبل اس کے جو کسی قول کے تہہ تک پہنچیں اس کے قائل کو کافر ٹھہرادیتے ہیں یہ عادت شیخ صاحب موصوف میں اوروں کی نسبت بہت کچھ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اب تک جو ہم پر ثابت ہوا ہے وہ یہی ہے کہ شیخ صاحب کی فطرت کو تدبیر اور غور اور حسن ظن کا حصہ قسام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے اسی وجہ سے پہلے سب سے استفتاء کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر طرف یہی صاحب دوڑے چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا ....غرض بانی استفتاء بطالوی (مخالفت وعداوت کی وجہ سے مرزا مولانا محمد حسین کو بٹالوی کی بجائے بطالوی کہتا اور لکھتا تھا) صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو

ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹-۲۸)

اور ایک دوسری جگہ مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۱۵ پر میاں سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہما کو آئمۃ التکفیر قرار دیتا ہے۔

اس طویل اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کو سب سے پہلے کافر قرار دینے اور دلوانے والے اہل حدیث ہی تھے اور پھر مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے کفر اور دجل و فریب کو اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ کے ذریعے بھی طشت از بام کیا حتیٰ کہ مرزا قادیانی کو عدالتوں میں گھسیٹ کر ذلیل و رسوا کرنے والی ہستی بھی اہل حدیث کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

شیر پنجاب 'فاتح قادیان' شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ردقادیانیت کے سلسلہ میں جب بھی کوئی مصنف، خطیب، مبلغ اور مورخ تذکرہ کریگا تو اس وقت تک تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی جب تک وہ ردقادیانیت اور مرزائیت میں اہل حدیث کی خدمات جلیلہ کو بیان نہیں کریگا کیونکہ ردمرزائیت میں اہل حدیث کی مساعی اظہر من الشمس ہے مگر بعض لوگوں نے تاریخ سے اس قدر بددیانتی کر کے اپنے تعصب کا اظہار کیا ہے یا تو اہل حدیث کی جدوجہد کا ذکر تک نہیں کیا جاتا اور اگر کہیں ناچار ذکر کرنا بھی پڑے تو سرسری سا اور بڑے بودے انداز میں اس کو بیان کریں گے مگر سرخیل اہل حدیث شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس میدان میں اس قدر قد آور ہے کہ بڑے سے بڑا متعصب بھی ان کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں گزر سکتا اور برصغیر میں صرف مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ایسی تھی جن کو مرزائیت کا ناطقہ بند کرنے کی وجہ سے شیر پنجاب اور فاتح قادیاں جیسے عظیم القاب سے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر حق دار سمجھا گیا چنانچہ مولانا اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی فرماتے ہیں: ''آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کئے اس لئے آپ کو شیر پنجاب کہا جاتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ الحمدللہ حضرت مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو ایک وبائی مرض ہے اس کا شکار ہو کر آنجہانی ہو گیا اس لئے آپ کو فاتح قادیاں کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے'' (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ۱۱۹)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں ''قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرہ کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرہ میں مولانا امرتسری پیش ہو نگے

قادیانیوں نے دست کشی اختیار کر لی" (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت:۱۲۶)

اسی طرح ایک اور حنفی عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت میں خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "مرزا غلام احمد صاحب نے جب 1891 میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر 1901 میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر اہل حدیث پیش پیش اور نمایاں تھے۔" (قادیانیت مطالعہ و جائزہ ص ۲۸)

یہ اس گروہ با صفا کے دو ممتاز علماء کی شہادت ہے جو اہل حدیث سے قادیانی کی مخالفت کا اعزاز چھین لینے کی فکر میں رہتے ہیں۔ آج بھی باوجود ان حالات کے کہ جب اہل حدیث اپنی گروہی سیاست کا شکار ہو چکے ہیں اور لیڈرشپ فقط اپنے اپنے مناصب کے تحفظ اور اپنی ذات کو نمایاں کرنے میں مصروفیت کی بنا پر من حیث الجماعت سستی و غفلت کی وجہ سے اپنی اصل ذمہ داریوں کو فراموش کر چکی ہے۔ رد قادیانیت میں اگر سب سے زیادہ لٹریچر اور تحریری مواد موجود ہے تو وہ اہل حدیث مصنفین کا ہے اور ان میں بھی سب سے زیادہ تعداد میں کتب و رسائل اگر کسی شخصیت کے ہیں تو وہ ابوالوفاء مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے مولانا نے چھوٹی بڑی بیسیوں کتابیں رد قادیانیت میں تصنیف فرمائیں جن میں سے چند معروف کتب یہ ہیں:

۱۔ الھامات مرزا۔ ۲۔ ھفوات مرزا۔ ۳۔ صحیفہ محبوبیہ۔ ۴۔ فاتح قادیاں۔ ۵۔ آفتہ اللہ۔ ۶۔ فتح ربانی در مباحثہ قادیانی۔ ۷۔ عقائد مرزا۔ ۸۔ چیستان مرزا۔ ۹۔ مرقع قادیانی۔ ۱۰۔ راز قادیاں۔ ۱۱۔ فسخ نکاح مرزائیاں۔ ۱۲۔ تاریخ مرزا۔ ۱۳۔ نکاح مرزا۔ ۱۴۔ شاہ انگلستان اور مرزائے قادیاں۔ ۱۵۔ عجائبات مرزا۔ ۱۶۔ نکات مرزا۔ ۱۷۔ قادیانی مباحثہ دکن۔ ۱۸۔ شہادات مرزا۔ ۱۹۔ ہندوستان کے دو ریفارمر۔ ۲۰۔ محمد قادیانی۔ ۲۱۔ مراق مرزا۔ ۲۲۔ تعلیمات مرزا۔ ۲۳۔ فیصلہ مرزا۔ ۲۴۔ تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔ ۲۵۔ علم کلام مرزا۔ ۲۶۔ بہاء اللہ اور مرزا۔ ۲۷۔ عشرہ کاملہ۔ ۲۸۔ اباطیل مرزا۔ ۲۹۔ تحفہ احمدیہ۔ ۳۰۔ مکالمہ احمدیہ۔ ۳۱۔ بطش قدیر برقادیانی تفسیر کبیر۔ ۳۲۔ لیکھ رام اور مرزا۔ ۳۳۔ ناقابل مصنف مرزا۔ ۳۴۔ تحفہ مرزائی۔ ۳۵۔ محمود مصلح موعود۔ ۳۶۔ رسائل اعجازیہ

ان کے علاوہ بھی مولانا ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کی کئی تصانیف قادیانیت کے رد میں ہیں اور مرزائیت سے مناظرے و مباحثے سینکڑوں کی تعداد میں مرزائیوں سے ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں مرزائیت کے خلاف تقاریر کیں اور مقالات لکھے حتیٰ کہ قادیانیت کی تردید کیلئے ہفت روزہ اہل حدیث اور ماہنامہ مرقع قادیاں جاری فرمایا جو کہ پورے کا پورا مکمل طور پر رد قادیانیت کیلئے ہی وقف تھا جس کی چند

کا پیاں مکتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں موجود ہیں۔

ایک دفعہ 1903 میں آپ مرزا قادیانی کے گھر قادیاں میں چلے گئے کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قادیاں نہیں آسکتے مگر مولانا ثناء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے شیر کا حوصلہ اور چیتے کا جگر عطا فرمایا تھا کہ مولانا بے خوف وخطر قادیاں میں چلے گئے اور مرزا کو للکارا مگر وہ بھیگی بلی بنا گھر میں ہی دبکا رہا اور اسے مولانا امرتسری کے مقابلہ میں آنے کی جرات نہ ہوئی فللہ الحمد۔ اسی طرح وہ قافلہ اہل حدیث کے ہدی خواں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے 1912 میں لدھیانہ میں مرزائیوں کو ایک مناظرہ میں شکست فاش دیکر 300 روپیہ انعام کا جیتا تھا۔

اسی طرح 1909 میں مرزائیوں سے رام پور میں ایک زبردست مناظرہ ہوا جس میں ہندوستان بھر سے ایک سو چوٹی کے علماء موجود تھے مگر مرزائیت سے مناظرہ کیلئے جس شخص کا انتخاب ہوا وہ مسلک اہل حدیث کے ترجمان مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔

رحمه الله رحمة واسعة وجزاه عن سائر المومنين۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے شورش کاشمیری نے لکھا ہے جن اہل حدیث علماء نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں فاتح قادیاں کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے انہوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیے اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔'' (تحریک ختم نبوت:۴۰)

رد قادیانیت میں مولانا امرتسریؒ کی خدمات واقعی بہت زیادہ اور بہت نمایاں ہیں۔ جن کا احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن ہی نہیں اس لئے تمام بزرگوں کا اختصار کے ساتھ بطور اعشار یہ تذکرہ کر رہا ہوں کہ شاید کوئی صاحب قلم اس طرف توجہ فرمائیں اور اس موضوع پر بالتفصیل لکھیں۔

گذشتہ سطور میں یہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ مرزا اور اس کی جماعت کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے اہل حدیث تھے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اور مرزا قادیانی کو منطقی انجام تک پہنچانے کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو بنایا جس کا ذکر کئے بغیر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ ادھورا ہے اور 1974 میں جب مرزائیت کو قانونی و دستوری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تو اس وقت مرزا ناصر سے اٹارنی جنرل نے جو آخری سوال کیا اور جس کا مرزا ناصر جواب نہ دے سکا تھا بعد ازاں ان کو کافر قرار دے

دیا گیا وہ بھی اہل حدیث کا ہی تیار کردہ تھا۔جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ سطور میں ہوگا۔اب اس وقت مرزا قادیانی کے انجام کے متعلق بتانا چاہتا ہوں مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرزا اور مرزائیت کا ناطقہ بند کردیا تو تنگ آکر مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری سے مباہلہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ ذلت کی موت مرگیا اور مولانا اس کی موت کے 40 سال بعد تک زندہ رہے۔

آخری فیصلہ:

مرزا قادیانی کے ساتھ مولانا کا یہ مباہلہ تاریخ میں آخری فیصلہ کے نام سے معروف ومشہور ہوا اور مرزا قادیانی کے اس خط کو تقریباً ہراس مورخ نے مفصل یا مختصر نقل کیا ہے جس نے بھی مولانا امرتسری کا تذکرہ کیا ہے مگر میں اس وقت تفسیر ثنائی سے مرزا کا وہ خط مکمل نقل کرنا چاہتا ہوں لیجئے ملاحظہ فرمائیے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم یستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق. بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب، السلام علی من اتبع الھدی. مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود' کذاب' دجال' مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سی افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا۔اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔

تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر

میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ: اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کی حالت سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں مجھ پر جو لگاتا ہے حق پر نہیں ہے تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر دے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یارب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت **لا تقف مالیس لک به علم** پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ لیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم: عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود، عافاہ اللہ وایدہ

(مرقومہ: 18 اپریل 1907)

(بحوالہ تفسیر ثنائی: ۸۱۸)

قــارئــیــن!

یہ طویل ترین خط بار بار پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے کس قدر تنگ ہے کہ اتنی عاجزی وانکساری سے دعا کر رہا ہے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ جس طرح ملت قادیانیہ کے کفر کا فتویٰ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے ہاتھوں جاری کروایا اسی طرح مرزا قادیانی کی موت کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے ہی گل سرسبد مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو بنا دیا کیونکہ اس دعا کے ایک سال اور چند دن بعد مرزا قادیانی مورخہ 26 مئی 1908 کو ہیضہ کی بیماری سے لاہور میں مرگیا اور مولانا امرتسری صاحب مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہے اور 15 مارچ 1948 کو سرگودھا میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه۔

حضرت مولانا محمد بشیر سهسوانی رحمة الله علیه

یوں تو قادیانیت کے خلاف ہر ہر اہل حدیث نے ہر دور میں اپنا اپنا کردار ادا کیا مگر بعض علمائے کرام نے تو فتنہ قادیانیت کی تردید اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا ان میں سے ایک جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ان کے علم وفضل کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے دہلی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو مسلسل تین ماہ تک روزانہ بعد نماز فجر نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت پر درس ارشاد فرماتے رہے جو بعد میں ''برھان العجاب فی فرضیت ام الکتاب'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ جب علمائے اہل حدیث نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا تو مرزا تلملا اٹھا اور اسی بدحواسی میں دہلی کا رخ کیا اور میاں سید نذیر حسین دہلویؒ کو مناظرے کا چیلنج دے دیا آگے شورش کاشمیری کے الفاظ میں پڑھیے:

''میاں صاحب سو برس سے اوپر ہو چکے اور انتہائی کمزور تھے آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے جن اہل حدیث علماء نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے۔'' (تحریک ختم نبوت: ۴۰)

مرزا کے اس چیلنج کے مقابلہ میں مولانا سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ میدان مناظرہ میں اترے اور مرزا قادیانی کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ وہ ذلیل ہو کر دوران مناظرہ ہی دہلی سے فرار ہو گیا اس مناظرہ کا حال خود مولانا کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں۔

''چھ روز تک سلسلہ مباحثہ جاری رہا چھٹے روز کے تین پرچے میرے ہو چکے تھے۔اور تین پرچے مرزا صاحب کے پہلی ہی بحث کو ناتمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رکھا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت شرط ہوئی۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین جلسہ کو سنا دیا گیا حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو الزام دیتے تھے مگر مرزا صاحب نے ایک نہ سنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے مرزا صاحب کے یہ افعال اول دلیل ہیں کہ ان کے پاس اصل مسئلہ یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔''

مرزا قادیانی کے فرار کے بعد مولانا سہسوانی مزید دو روز تک دہلی میں مقیم رہے اور پھر واپس بھوپال تشریف لے گئے۔اس مناظرہ کی روئیداد ''الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح'' کے نام سے مولانا نے مرتب کر کے شائع کی۔(قادیانیت اپنے آئینے میں:۲۶۵)

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا میر سیالکوٹیؒ کا نام بھی رد قادیانیت میں نمایاں ہے مولانا نے مرزائیوں سے بیسیوں مناظرے و مباحثے کئے اور مولانا امرتسریؒ کے دست بازو بھی بنے رہے اس وقت اختصار کی وجہ سے صرف ان کی رد قادیانیت میں تصنیف کی جانے والی کتب کے تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔(۱) شہادۃ القرآن جو دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں حیاۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کی گئی ہے اور مرزائیوں کے دلائل و اعتراضات کا رد کیا گیا ہے اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔کہ یہ کتاب احناف نے بھی شائع کی بلکہ اس کو اپنے بعض مدارس میں شامل نصاب کیا۔

(۲) **مسلم الوصول الی اسرار اسراء الرسول** ﷺ (۳) **نزول الملائکۃ والروح الی الارض** (۴) آئینہ قادیانیت (۵) **الخبر الصحیح عن قبر المسیح** (۶) مرقع قادیانی (۷) فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی (۸) رحلت قادیانی بمرگ ناگہانی (۹) رسائل ثلاثہ (۱۰) صدائے حق (۱۱) تردید مغالطات مرزائیہ (۱۲) فص خاتم نبوت (۱۳) کھلی چٹھی نمبر ۱، نمبر ۲ (۱۴) ختم نبوت (۱۵) قادیانی مذہب مع ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ (۱۶) ختم نبوت اور مرزا قادیاں۔اس کے علاوہ اپنے خطبات اور جماعتی اخبار و رسائل میں مضامین کی صورت میں مرزائیت کی تردید کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ہر جگہ مرزائیت کا ناطقہ بند کئے رکھا۔مولانا اللہ وسایا حنفی لکھتے ہیں کہ'' مرزا قادیانی کے خلاف جن علماء حق نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہی معرکہ حق و باطل کا بازار گرم کئے رکھا ان میں ایک عالم دین مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی تھے جو اسی ضلع کے ہیڈ کوارٹر کے باسی تھے۔ پروفیسر ساجد میر معروف اہل

حدیث رہنما کے مورث اعلیٰ تھے انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہرہ آفاق کتاب شہادۃ القرآن فی حیات ونزول عیسیٰؑ تحریر کی جسے عالمی مجلس تحفظ نبوت کے مرکزی دفتر ملتان نے بارہا شائع کیا ہے مرزائیت کے اثر ورسوخ کو سیالکوٹ میں بڑھتا دیکھ کر یہ بھی مرزائیت کے خلاف برسرپیکار رہے'' (تحریک ختم نبوت:۱۹۵۳،۵۰۶)

مولانا عبدالحق غزنوی رحمة الله علیه

مولانا غزنویؒ بھی ردقادیانیت میں پیش پیش تھے حتیٰ کہ اپنے خطبات کے علاوہ اشتہارات کے ذریعے مرزائیت کے تارپود بکھیرتے رہے یہاں تک کہ تنگ آ کر مرزا قادیانی نے ان سے مباہلہ کیا یہ مباہلہ 10 ذی قعدہ 1310 ہجری بمطابق جون 1893 کو عیدگاہ امرتسر میں ہوا۔ اسکے نتیجے میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئی جو اس نے محمدی بیگم کے خاوند کی موت اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کے متعلق کی تھی مگر وہ مرزا کی مقرر کردہ تاریخوں پر نہ مرے اور مرزا کو ذلیل ورسوا ہونا پڑا حتیٰ کہ مرزا قادیانی مولانا عبدالحق غزنوی اہل حدیثؒ کی زندگی میں ہی لاہور میں ذلت کی موت مرا اور اس کی لاش پر لوگوں نے اینٹ، پتھر برسائے، حتیٰ کہ گندگی اور پاخانے تک پھینکے گئے۔

شورش کاشمیری کا فیصلہ:

جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں تحریر کر چکا ہوں کہ ہر ہر اہل حدیث مرزائیت کے خلاف کمر بستہ تھا مرزائیت کے خلاف اٹھنے والی دونوں تحریکوں 1953۔1974 میں اہل حدیث کا کردار نمایاں رہا۔ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجرانوالہ، حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، مولانا محمد عبداللہ ویروالوی، مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھا، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا ابراہیم صاحب حافظ آبادی، میاں فضل حق صاحب، مولانا محمد یحیٰ صاحب حافظ آبادی، مولانا عبدالحمید صاحب شیخوپورہ، قاضی محمد اسلم سیف صاحب فیروزپوری، حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی اور بے شمار علمائے اہل حدیث نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پولیس وانتظامیہ کی غنڈہ گردی کا شکار ہوئے۔ مگر امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ذرہ برابر آنچ نہ آنے دی۔ بلکہ تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اہل حدیث کی ردقادیانیت میں خدمات کا اعتراف شورش کاشمیری مرحوم نے یوں کیا ہے۔ مولانا امرتسریؒ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''ان کے علاوہ مولانا عبداللہ معمار، مولانا محمد شریف گھڑیالوی، مولانا عبدالرحیم لکھوالے، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عبدالقادر روپڑی

اور حافظ مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری، (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ'' نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مولانا داؤد غزنوی جو جماعت اہل حدیث کے امیر اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری رہے۔ انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک جب مرزائی مسلمانوں سے الگ کیے گئے اور آئینی اقلیت قرار پا گئے۔ علمائے اہل حدیث قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے۔ اس عنوان سے اتحاد بین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا (تحریک ختم نبوت: ۴۱)

مناظر اسلام حافظ محمد ابراهیم كمير پوری رحمۃ اللہ علیہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب کے ممتاز علماء اہل حدیث میں سے ایک ہیں بڑے صاحب علم وفضل اور تحقیقی میدان میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ خصوصا مرزائیت پر تو آپ کو خصوصی دسترس حاصل تھی جس کا اندازہ اس ایک ہی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب مرزائیت کے کفر کی تحریک حکومت کے ایوانوں تک جا پہنچی اور قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد پیش ہوئی تو مرزائی عقائد اور اعمال پر بحث کیلئے اراکین اسمبلی کو علمائے کرام کا تعاون درپیش تھا ایک رکن اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمر الدین سیالوی سے عرض کیا کہ ہماری راہنمائی کیلئے کسی ایسے صاحب علم شخص کا انتظام کر دیجئے۔ جو مرزائیت پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ تو خواجہ قمر الدین سیالوی کی نظر انتخاب اس وقت اہل حدیث کے اس قابل فخر فرزند حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ پر پڑی۔ حافظ صاحب نے اگرچہ مرزائیوں سے بہت سے مناظرے ومباحثے کئے کئی کتابیں تحریر کیں اور تقریر وتحریر کے ذریعے مرزائیت کا جینا حرام کئے رکھا میں اس ساری بحث کو چھوڑ کر صرف ایک ہی بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جس کا میں نے ابتدا میں دعویٰ کیا تھا اور دوران مضمون وعدہ کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اہل حدیث نے لگایا مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے اس کو منطقی انجام تک اہل حدیث نے پہنچایا یہ دونوں باتیں گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں اور تیسری بات کہ مرزائیت کو کفر اور مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں بھی جو آخری ضرب لگائی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہل حدیث کے ہاتھوں لگی۔ رد قادیانیت میں تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کی خدمات کا اپنا اپنا حصہ ہے دوسرے لوگوں کی طرح ہم اپنے سوا دوسروں کی خدمات کی نفی نہیں کرتے مگر اس مضمون میں چونکہ صرف علمائے اہل حدیث کی خدمات کا تذکرہ تھا اس لئے تحریر کو اس تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ اور پھر یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ رد قادیانیت میں جو امتیاز اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو عطا فرمایا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ملا۔

آمدم برسر مطلب

اب آیئے اس تیسری بات کی طرف جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔
مرزائیت کو کافر قرار دینے کی قرارداد جب اسمبلی میں بحث وجرح کیلئے منظور ہوئی تو ظاہر ہے طریقہ کار کے مطابق اس کاروائی میں صرف وہی افراد حصہ لے سکتے تھے جو اس وقت اسمبلی کے رکن تھے ہمارے بعض کرم فرمالوگوں کو یہ بتا کر کہ ہمارے فلاں صاحب نے قرارداد پر دستخط کیئے یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ صرف ہمارا ہی کام تھا کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔

ان اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے حلقہ اثر کے علماء کا تعاون حاصل کیا تو حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب اراکین اسمبلی کی معاونت کیلئے بریلوی مکتبہ فکر کے بزرگ خواجہ قمرالدین سیالوی نے کیا۔ حافظ صاحب موصوف نے مرزاناصر قادیانی پر جرح کیلئے ایک سوال نامہ تشکیل دیا جو کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن نیشنل اسمبلی پاکستان کے حوالہ سے اٹارنی جنرل نے دوران جرح مرزا ناصر احمد سے کرنے تھے چنانچہ یہ سوالات ہوتے رہے (ان سوالات کی کچھ تفصیل ''فسانہ قادیاں'' کے شروع میں مرقوم ہے) آخری سوال جو اٹارنی جنرل نے مرزاناصراحمد سے کیا اور اس سوال سے وہ اس قدر لاجواب اور ذلیل ورسوا ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے ہی انکار کردیا اور یوں مرزائیت پاکستان کے دستور وآئین کے مطابق کافرقرار پاکر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی۔ یہ آخری سوال بھی اہل حدیث کے فرزند حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ کا ہی تیار کردہ تھا کہ آپ لوگ مرزائی نبوت کو ظلی بروزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ ان کا ایک مریدان کی زندگی اور ان کی موجودگی میں ان کی مدح اور توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بحوالہ: اخبار بدر 22 اکتوبر 1902)

مرزاجی نے اس گستاخ کو نہ ڈانٹا نہ جھڑکا بلکہ زبان مبارک سے جزاک اللہ کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے گئے یہ تھا وہ آخری سوال جو فخر اہل حدیث حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری کا تیار کردہ اٹارنی جنرل نے مرزاناصراحمد سے کیا تو نہ صرف مرزاناصراس کا جواب نہ دے سکا بلکہ بھری محفل میں اپنی ایک غیر

اخلاقی حرکت کی وجہ سے اٹارنی جنرل سے جھڑکیاں کھا کے ذلیل ورسوا بھی ہوا۔ (بحوالہ اپنا فسانہ:۳۷)

اور حافظ صاحب کے اس تعاون پر خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن قومی اسمبلی نے کہا تھا ''کہ اگر حافظ ابراہیم صاحب ہماری راہنمائی نہ کرتے تو شاید ہم اتنی وضاحت سے اپنے موقف کو پیش نہ کر سکتے۔''

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

اہل حدیث کی یہ جدوجہد کہ جس کا آغاز مولانا محمد حسین بٹالوی کے استفتاء اور میاں نذیر حسین دہلویؒ کے فتوے سے ہوتا ہے جب حافظ ابراہیم صاحب کے اس سوال تک پہنچتی ہے تو پاکستان کی تاریخ کے یادگار دن 7 ستمبر 1974 کو پاکستان نیشنل اسمبلی کے اراکین متفقہ طور پر مرزائیوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور یوں مرزائی قیامت تک پاکستان کے دستور، قانون اور آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت ہی سمجھے جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

اس لئے تو میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر طلب کرنے والے مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اہل حدیث تھے اور قادیانی ذریت پر پہلا فتویٰ کفر جاری کرنے والے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی اہل حدیث تھے۔ اور مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے اس کو منطقی انجام تک پہنچانے والے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث تھے۔ مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلے آواز اٹھانے والے علامہ محمد حنیف ندوی بھی اہل حدیث تھے اور مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری بھی اہل حدیث ہی تھے

رحمهم الله تعالىٰ. والحمد لله على ذالك

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدائے پاک رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرزائیت کی تردید اور اس کی جارحیت اور دجل فریب کے آگے بند باندھنے کیلئے اہلحدث کی مساعی وکوشش سب سے نمایاں ہے اور ان شاء اللہ العزیز اہل حدیث قیامت کی صبح تک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ ہوں گے۔

ہاتھ توڑیں گے یا کھولیں گے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

☆☆☆☆☆☆